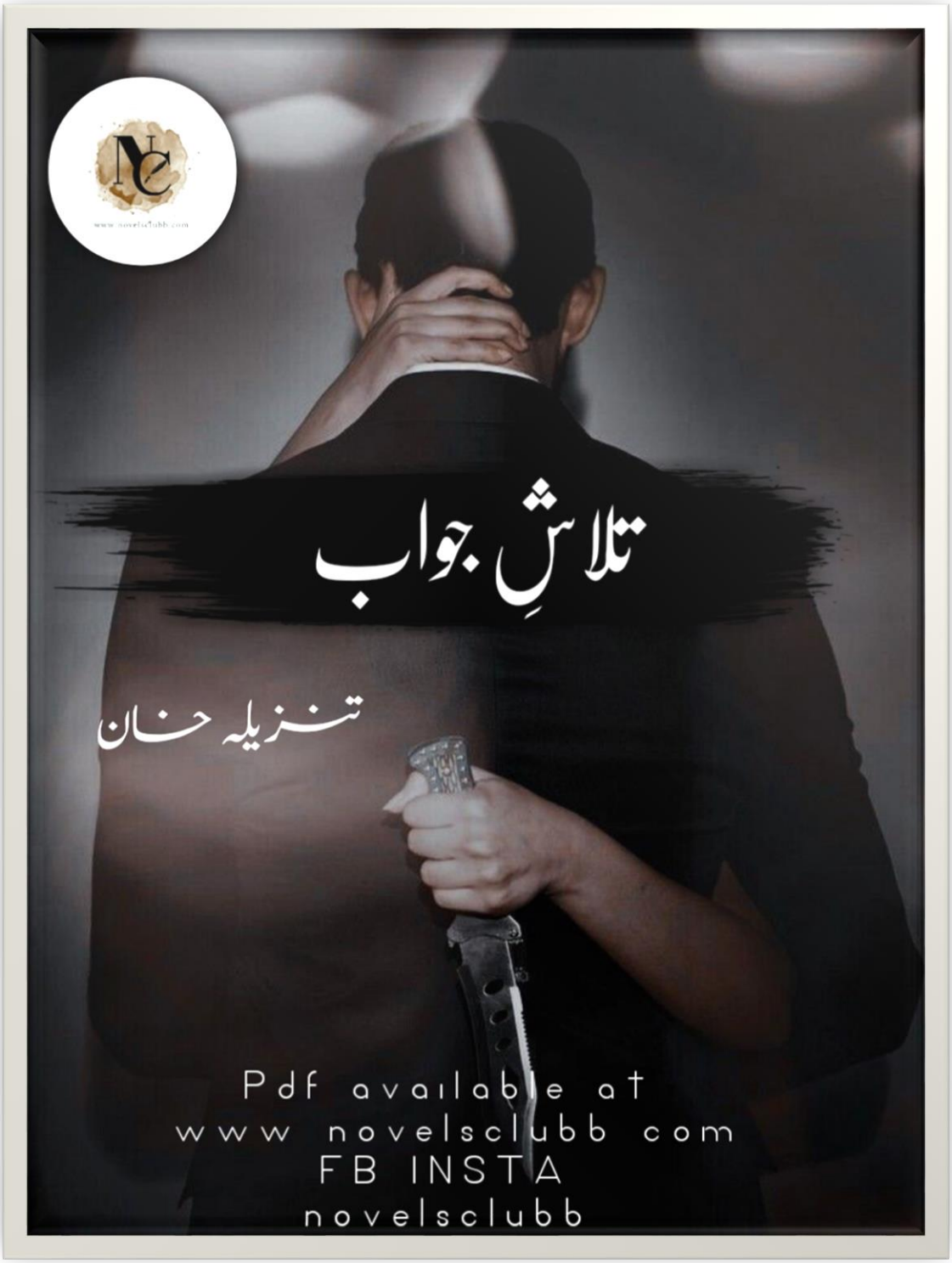
تلاشِ جواب
تنزیلہ خان
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

تلاشِ جواب

از

تنزیلہ خان

www.novelsclubb.com

(باب دوم)

اندیکھے راز

انجانا سا اندیکھا سا

ایک راز ہے بہت گہرا سا

وقت کی رفتار میں چھپ سا گیا

ناہوا کبھی لوگوں کی نظروں میں عیاں

www.novelsclubb.com

اب وقت پھر سے بدلا ہے

اس راز کا کھلنا لکھا ہے

ہواؤں نے سمت بدلی ہے

کیا اس راز کا کھلنا لکھا ہے

کیا ہے وہ بس ایک راز

یا ہوا تھا اس میں کچھ خاص

برائی نے کیا ہے کچھ ناپاک

سچائی نے اٹھادی ہے آواز

کیا دب جائے گی یہ آواز

یا پھر کھل جائے گا گناہ کا وہ راز

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆

رات کی سیاہی پھیلے ہوئے بھی کافی وقت بیت گیا۔ایسے میں سردی کی اولین راتوں میں تو اکثر لوگ گھروں میں رہنے کو ہی زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔اس لیے اس وقت اسلام آباد کی سڑکوں پر لوگوں کا ہجوم نا ہونے کے برابر تھا چند ایک لوگ ہی تھے جو اس سردی کی اولین راتوں کو انجوائے کرنے اپنے گھروں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔

شہر سے کچھ ہی دوری کے فاصلے پر وہ علاقہ جہاں کارخانے بنے ہوئے تھے اس جگہ نظر ڈالیں تو وہ علاقہ شہر کے علاقے سے بھی زیادہ سنسان منظر پیش کر رہا تھا کیونکہ یہاں اکا دکا لوگ بھی دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔جو آبائی علاقوں میں پھر بھی دیکھنے کو نظر آرہے تھے۔وہ علاقہ شہر سے چند ہی کلو میٹر کے فاصلے پر موجود تھا۔

اور وہاں بس کام کرنے والے مزدوروں کا صبح کے وقت آنا جانا ہی لگا رہتا تھا۔اس لیے رات کے اس پہر وہ علاقہ سنسان منظر پیش کر رہا تھا۔اس علاقے میں موجود ایک پرانے سے درخت کے نیچے ایک آدمی کان سے فون لگائے دیکھائی دیتا ہے۔ اس کے بات کرنے کے انداز سے یہ لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کام کو اب بس ختم کرنا چاہتا ہے۔اور اس کام کو ختم کرنے کے لیے اسے کسی کی اجازت درکار ہے۔ابھی وہ کسی سے بات کر ہی رہا ہوتا ہے کہ اسے کوئی آواز پریشانی میں ڈالتی ہے اور وہ گردن ترچھی کر کے کچھ دور واقع ایک کارخانے کی جانب دیکھتا ہے جہاں سے وہ آواز آ رہی تھی۔اس آواز کو سن کر وہ مکمل طور پر نظر انداز کرتا ہے اور پھر سے کسی سے باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆

اس وقت سورج اپنی آب وتاب سے آسمان پر چمک رہا تھا۔آج گرمی کا تناسب پہلے کی نسبت زیادہ تھا۔اسلام آباد شہر میں ایسی گرمی بہت کم ہی پڑتی تھی اور جب جب پڑتی تھی تو یہ گرمی لوگوں کا حال برا کرنے کے لیے کافی تھی۔شہر کے بیچوں بیچ کمرشل ایریوں سے کچھ ہی دوری کے فاصلے پر ایک بڑی سے مارکیٹ بنی ہوئی تھی۔ جہاں اس وقت خاصی تعداد میں رش دیکھنے کو نظر آرہا تھا۔

اور اس مارکیٹ کے بالکل سامنے روڈ پر ٹریفک رواں دواں تھی۔اور سامنے کھڑی یہ مارکیٹ جو دیکھنے میں باہر سے ایسی نظر آرہی تھی جیسے یہاں ابھی چند روز پہلے ہی رنگ وروغن کا کام ہوا ہو۔مارکیٹ کے باہر سفید رنگ کا پینٹ ہوا تھا اور اس کے چاروں اطراف بلیو کلر کا بوڈر ڈیزائن بنا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس منظر سے ہٹ کر اندر مارکیٹ میں نظر ڈالی جائے تو وہاں داخلی دروازے پر ایک گارڈ بیٹھا ہوا تھا۔جو آتے جاتے ہوئے لوگوں کو چیک کر رہا تھا۔تھوڑا ہی آگے

بڑھ کر دیکھا جائے تو یہ مارکیٹ الگ الگ حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ یہ مارکیٹ دو منزلہ تھی۔ نیچے کی منزل میں اینٹیک چیزوں اور ڈیکوریشن پیس کی دکانیں کھلی ہوئی تھیں جبکہ دوسری منزل پر نظر ڈالی جائے تو وہاں پینٹنگ بنانے کا سامان اور اس جیسی کئی اور چیزوں کی چھوٹی چھوٹی دکانیں دیکھائی دے رہی تھیں۔

ان ہی دکانوں میں سے ایک دکان میں موجود ایک لڑکی اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے پریشان دیکھائی دے رہی تھی۔ تبھی اس لڑکی کی نظر ایک منظر نے اپنی جانب کھینچی۔ اور وہ خوش ہوتی ہوئی اس جانب بڑھی اس کے چہرے پر اب پریشانی کے آثار ختم ہو گئے تھے اور اب آہستہ آہستہ وہاں خوشی نے اپنی جگہ بنالی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

مارکیٹ میں اس وقت خاصی چہل پہل تھی۔اسے مارکیٹ میں آئے تقریباً آدھا گھنٹہ بیت گیا تھا۔پر ابھی تک اسے اپنے مطلوبہ کلرز نہیں ملے تھے جس سے وہ اپنی پینٹنگ بنا پاتی۔اسے ہر حال میں وہ پینٹنگ مکمل کرنی تھی جنہیں وہ گھر پر کلر ختم ہونے کی صورت میں ادھورا چھوڑ آئی تھی۔تاکہ اگلے ہفتے ہونے والے ایگزیبیشن میں وہ، وہ پینٹنگز لگوا سکے۔

بہت دیر تلاش کرنے کے بعد بھی اسے اپنے مطلوبہ کلرز نہیں ملے کیونکہ وہ اس مارکیٹ میں ختم ہو چکے تھے۔وہ پریشانی اور مایوسی کے ملے جلے تاثرات لیے وہاں سے جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔کہ اچانک ایک منظر نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ اور میرال کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری اور وہ بے اختیار اس دکان کی جانب بڑھی جس میں طرح طرح کے کلر باکس رکھے ہوئے تھے۔

پر اس کی نظران باکس پر تو تھی ہی نہیں وہ تو کاؤنٹر پر رکھے اس نیلے رنگ کی کلر کی ڈبیوں کو دیکھ رہی تھی جس کی اسے تلاش تھی کیونکہ اسے اپنی پینٹنگ میں نیلا رنگ ہی بھرنا تھا۔اس نیلے رنگ کے باکس کو ہاتھ میں پکڑ کر وہ سامنے کھڑے شوپ کیپر کو دیکھتی ہوئی بولی۔

''یہ مجھے پیک کر دیں۔''اس نے بیگ سے اپنا والٹ نکالتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر شوپ کیپر تذبذب کا شکار ہوا پھر اس کو دیکھ کر کہنے لگا۔

''میڈم یہ بک ہے آپ کچھ اور لے لیں۔''اس کی بات پر میرال کے ماتھے پر کئی شکنے ابھریں۔پھر وہ اس شاپ کیپر کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''ایسے کیسے بک ہو گئے ابھی تو یہاں رکھے ہوئے ہیں۔اور مجھے بس یہی کلر چاہیے۔ میں ہمیشہ یہیں آیا کرتی ہوں۔میں کب سے اس کی تلاش میں تھی اور اب جب مجھے یہ مل گئے ہیں تو آپ کہہ رہے ہیں بک ہو گئے ہیں۔''وہ ناگواری سے اس شاپ کیپر کو دیکھتے ہوئے بولی۔کیونکہ اسے اب واقعی غصہ آنے لگا تھا کہ اتنی

تلاش کے بعد اسے اپنا مطلوبہ کلر ملا ہے اور اب جب ملا تو وہ بھی کسی اور نے خرید لیا۔اس کے چہرے سے ہلکا ہلکا غصہ جھلک رہا تھا۔

"میڈم اب کیا کر سکتے ہیں۔آپ دوسرا لے لیں۔"وہ شوپ کیپر شرمندہ ہوتے ہوئے بولا۔کیونکہ یہ باکس پہلے ہی کوئی بک کروا چکا تھا۔

"ٹھیک ہے آپ اسی کی طرح کا نیلا رنگ مجھے پیک کر دیں۔"خود کو نارمل رکھتے وہ پر سکون انداز میں گویا ہوئی۔اور آس پاس نگاہیں دوڑائیں جہاں اس دکان میں اکا دکا ہی لوگ موجود تھے۔کالے سیاہ قمر سے تھوڑے اوپر کو آتے بال ہوا میں جھول رہے تھے۔

"یہ بس ایک ہی بچا تھا میڈم۔"شاپ کیپر نے کان کھجاتے ہوئے بتایا۔

"کیا مطلب ایک ہی بچا تھا اور وہ بھی بک گیا۔"میرال نے قدرے برہم ہو کر کہا۔ابھی یہ بحث جاری ہی تھی۔کہ اس سے چند ہی قدم کی دوری پر کھڑا شخص اس گفتگو کی جانب متوجہ ہو گیا جو اب بحث میں بدل گئی تھی۔

وہ جو اس بچے کو اور کچھ اس کی پسند کا دلانے میں مگن تھا۔اس بچے کو وہی رکے رہنے کا کہہ کر کاؤنٹر کی جانب بڑھا جہاں یہ بحث ہو رہی تھی۔کاؤنٹر پر موجود لڑکی شوپ کیپر پر بگڑ رہی تھی جبکہ شاپ کیپر بے بس سا دیکھائی دے رہا تھا۔آریان نے آگے بڑھ اس لڑکی کا سرسری سا جائزہ لیا۔

وہ لڑکی دیکھنے میں ایک اچھے گھرانے کی معلوم ہو رہی تھی پھر وہ اس طرح کس چیز کے لیے بگڑ رہی تھی آریان نے سوچا۔تبھی اس کی نظر سامنے کاؤنٹر پر رکھے کلر باکس پر جا ٹکی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اس بچے کے لیے بک کروا کر گیا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتا شوپ کیپر کی نظر اس پر گئی اور وہ میرال کو دیکھ کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"میم یہ نیلے رنگ کا پینٹ کلر باکس انھوں بک کیا ہے۔اور یہ آخری تھا۔آپ چاہیں تو ان سر سے بات کر لیں۔"شاپ کیپر نے آریان کو دیکھتے ہوئے میرال کی توجہ اس کلر کو خریدنے والے کی جانب مبذول کروائی۔

اس کی بات پر میرال نے پلٹ کر اپنے پیچھے کھڑے اس شخص کی جناب دیکھا جو بلیک کلر کا تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے تھا اور بالوں کو سلیقے سے جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھا۔اس کی ہلکی ہلکی شیو اس کے وجیہی چہرے کو اور پر کشش بنا رہی تھی بیشک وہ ایک شاندار پرسنیلٹی کا مالک تھا۔میرال نے اسے دیکھ کر دل میں داد دی۔ پھر اس کی جانب بڑھ کر بولی کیونکہ اسے ہر حال میں وہ پینٹنگ کلر چاہیے تھا کیونکہ اسے اپنی پینٹنگز مکمل کرنی تھی آج۔اور اس کے پاس اتنا ٹائم نہیں تھا کہ وہ شہر بھر کی مارکیٹوں کو چھانتی پھرتی۔

"دیکھیں مجھے یہ کلر چاہیے ہر حال میں۔آپ پلیز کوئی اور رنگ لے لیں یا کہیں اور سے لے لیں۔"میرال نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرا کر کہا۔اس کے برعکس آریان کا چہرہ سنجیدہ دیکھائی دے رہا تھا۔میرال کے نزدیک اسے یہ لگ رہا تھا کے وہ شخص مان جائے گا۔پر اسکا یہ وہم چند ہی پل ختم ہو گیا۔جب وہ شخص اس کو نظر انداز کرتا کاؤنٹر پر موجود شاپ کیپر کی جانب دیکھ کر کہنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی چیز میں کسی کو دینے کا عادی نہیں ہوں۔ یہ پینٹنگ باکس خرید چکا ہوں میں۔ تو اسے پیک کر دیں آپ۔" اس نے شاپ کیپر کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

اس کی بات پر میرال ہکا بکا ہی رہ گئی۔ اور شاپ کیپر نے تیزی سے وہ کلر باکس ایک پیکٹ میں ڈال دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ میرال کچھ سوچ پاتی آریان واپس اس کاؤنٹر پر آ کر اس پیکٹ کو لے کر اپنے ساتھ ایک بچے کو لیے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے وہ اس کو جاتا ہوا خاموشی سے دیکھتی رہی سیاہ آنکھیں غصے سے سرخ تھیں۔ پھر چند پل کچھ سوچ کر وہ بھی باہر کی جانب بڑھی اسے ہر حال میں وہ نیلے رنگ کا کلر باکس چاہیے تھا۔ کیونکہ وہ بھی میرال تھی ایک بات پر اڑ جاتی تو بس اڑ جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆

''ایک مہینہ گزر گیا ہے باس۔اب آگے کیا کرنا ہے؟؟''ایک درخت کے سائے میں سے ایک انجانی سی آواز گونجی۔وہ جو کوئی بھی تھا نیک ارادے ہر گز نہیں رکھتا تھا۔اور ناوہ رات کے اس پہر سردی کی اس رات میں کچھ اچھا کرنے کا سوچ رہا تھا۔اپنی بات کہتا وہ دوسری طرف موجود شخص کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ تبھی دوسری طرف موجود شخص کی آواز فون کے اسپیکر پر گونجی۔

''مار دو اسے۔''دوسری طرف موجود شخص نے زہریلے لہجے سے کہا۔اور فوری طور پر فون کاٹ دیا۔وہ نقاب پوش فون کے اسپیکر پر ابھری آواز کو سن کر اپنے باس کا حکم سن کر فون کو جیب میں ڈالتا چند ہی قدم کے فاصلے پر موجود اس لکڑی کے کارخانے کی جانب بڑھا۔وہ ہر گز بھی نیک ارادے سے اس کارخانے کی جانب نہیں بڑھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆

"ایکسکیوزمی۔"اس نے اس شاپ سے باہر نکل کر پیچھے سے اس شخص کو پکارا جس کے نام سے وہ ناواقف تھی۔

ایک انجانی آواز پر اس کے چلتے قدم تھمے۔اور وہ پلٹ کر اس آواز کی سمت دیکھنے لگا جہاں سے یہ انجانی آواز آئی تھی۔ تبھی اسے اندر کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی اپنے سے چند قدم کی دوری پر کھڑی دیکھائی دی۔اسے دیکھ کر بھوری آنکھوں میں الجھن ابھری۔

اس کے ساتھ چلتا ہوا بچہ بھی اس کے رکنے پر رک گیا تھا۔اور معصوم نظروں سے آریان کو دیکھنے لگا۔اس لڑکی کو دیکھ کر آریان نے ایک نظر اپنے ساتھ کھڑے بچے کو دیکھا۔دور کھڑی میرال جو آواز دے کر اس شخص کے رکنے کا انتظار کر رہی تھی۔

اس شخص کے رکتے ہی اپنے ہاتھ سے ہینڈ بیگ کو سنبھالتی جو بار بار کندھے سے ڈھلک رہا تھا۔اس شخص کی جانب بڑھی۔دوسری طرف آریان کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

"شاید آپ نے اندر سنا نہیں تھا۔مجھے اس نیلے کلر باکس کی ضرورت ہے۔"

میرال نے پہلے سے قدرے مختلف انداز میں کہا۔کیونکہ پہلے اس نے دھیما سا مسکرا کر کہا تھا۔پر اب اس کے لہجے میں ہلکے ہلکے غصے کا انصر صاف دیکھائی دے رہا تھا۔

بھوری آنکھوں میں پہلے جو الجھن تھی۔اب سامنے کھڑی اس لڑکی کی بات سن کر ختم ہو گئی تھی۔اب وہاں پھر سے سنجیدگی نے اپنی جگہ بنالی تھی۔اس کی بات کو مطمئن انداز میں سن کر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"شاید آپ نے بھی اندر میری بات کو غور سے سنا نہیں۔کہ میں اپنی چیز کسی کو دینے کا عادی نہیں ہوں۔"آریان نے سنجیدہ لہجے میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے ابھی ابھی خریدہ ہے نا۔ تو آپ مجھ سے اس کے بدلے پیسے لے لیں اور مجھے یہ دے دیں کیونکہ مجھے بس یہی والا کلر چاہیے۔" میرال نے ایک نظر اس بچے کو دیکھ کر لہجے کو پھر سے قدرے اچھا بنایا۔ جبکہ اس کے برعکس اس کو اس شخص پر غصہ آرہا تھا۔ اس کی بات پر آریان نے اس لڑکی کے لہجے کے بدلتے زاویہ دیکھے جو پل پل بعد بدل رہے تھے۔ اس کے بدلتے زاویے کو دیکھتے ہوئے اس کے ذہن میں پہلا خیال جو اس لڑکی کے بارے میں آیا وہ یہ تھا کہ وہ موڈی ٹائپ ہے۔ پھر اپنے ساتھ کھڑے بچے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا پھر چہرے کو واپس سنجیدہ کر کے سامنے کھڑی لڑکی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ایک بات سمجھ نہیں آرہی؟" آریان کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی قائم تھی۔ اس کی بات پر میرال کے چہرے کے تاثرات پھر بدلے۔

www.novelsclubb.com

"اور آپ کو میری ریکوئیسٹ سمجھ نہیں آرہی۔ کب سے آپ سے کہہ رہی ہوں کہ مجھے اس کلر باکس کی زیادہ ضرورت ہے۔" میرال نے اسی کی ٹون میں اب کی

بار کہا چہرے پر نا اب غصہ تھا اور نا ہی مسکراہٹ۔اب وہاں صرف سنجیدگی تھی۔ وہی سنجیدگی جو آریان کا خاصہ ہوا کرتی تھی۔

"اور میں بھی آپ سے کہہ چکا ہوں مس ایکس وائے زیڈ۔جو بھی نام ہے آپکا کہ میں اپنی چیز کسی کو دینے کا عادی نہیں ہوں۔" آریان بھی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک ہاتھ سے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کو جیب میں ڈالتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"میرال۔۔۔۔میرااال نام ہے میرا۔" میرال نے اپنا نام باور کروایا۔کیونکہ اسے اس شخص کا اسے ایکس وئے زیڈ بولنا کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔چہرے پر ہلکا ہلکا غصہ پھر سے جھلکنے لگا تھا۔وہ واقعی موڈ چینجیز کرنا بخوبی جانتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپکا نام کیا ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔اور آپ کو اس کلر باکس کی کتنی ضرورت ہے۔مجھے اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس لیے اب میرے راستے میں مت آیئے گا۔کیونکہ میں یہ خرید چکا ہوں اور اب آپ کو نہیں دونگا سمجھیں آپ۔"آریان نے دوٹوک انداز میں کہا۔کیونکہ وہ اب اور اس لڑکی سے بحث کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔وہ بہت کم ہی کسی سے اتنی بات کرتا تھا جتنی اس نے اس لڑکی سے ابھی کی تھی۔کیونکہ وہ خاموش طبیعت تھا۔اور وہ زیادہ تر خاموش ہی رہتا تھا۔اپنی بات کہتا وہ اس بچے کی طرف دیکھ کر دھیما سا مسکرایا اور اسے لے کر آگے بڑھ گیا۔پیچھے کھڑی میرال بس اسے جاتا ہوا ہی دیکھتی رہی جو کب کا وہاں سے جا چکا تھا۔میرال نے اس پورے وقت میں اس اجنبی شخص کے چہرے پر مسکراہٹ بس تب ہی دیکھی تھی جب جب وہ اس بچے کو دیکھتا تھا جو اس کے ساتھ موجود تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

وہ مرنے جیسی کیفیت میں مبتلا تھی۔اسے نہیں پتا تھا کے اسے اس کارخانے میں قید ہوئے کتنا وقت بیت گیا تھا۔پر اسے اب تک بس یہ معلوم چلا تھا کہ اسے کسی مقصد کے تحت یہاں لایا گیا۔اور وہ مقصد کیا تھا یہ سمجھنے سے وہ اب تک قاصر تھی۔زمین پر دیوار سے ٹیک لگائے نجانے وہ کب سے بیٹھی ہوئی تھی۔اس نے اپنی سوجی ہوئی آنکھوں سے اپنے پیر کی جانب دیکھا جو ایک زنجیر میں قید تھا۔اور اسی زنجیر کے باعث وہ اب تک اس جگہ سے فرار ہونے میں ناکام ٹھہری تھی۔

اس نے ایسی بہت کوششیں کی تھی کے وہ یہاں سے بھاگ جائے پر وہ ہر دفعہ ناکام ہی ٹھہری تھی۔اس نے اپنے دائیں جانب رکھی کھانے کی تھالی کو دیکھا جو ابھی کچھ دیر پہلے ایک نقاب پوش رکھ کر گیا تھا۔پیچھلے کہی دنوں سے جب سے وہ یہاں تھی یہ روز کا معمول تھا کے وہ نقاب پوش بغیر کچھ کہے دو وقت کا کھانا اور پانی رکھ جایا کرتا تھا۔

اور جب وہ اس سے سوال کرتی تو وہ خاموشی سے چلے جایا کرتا تھا۔اور آج بھی وہ کھانا رکھ کر خاموشی سے چلا گیا تھا۔نجانے وہ اس قید سے کب آزاد ہو گی اور کب اپنے گھر جا سکے گی اس لڑکی نے اپنے دل میں سوچا پھر بھوک کی شدت محسوس کرتے ہوئے سوجی آنکھوں سے اس کھانے کی تھالی کو دیکھتی وہ نم آنکھوں سے اٹھ بیٹھی۔اور ہاتھ بڑھا کر کھانے کے تھال کو اپنی جانب کھینچا۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ پہلا نوالا ہی لینے لگی تھی کہ اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔اس نے نظریں اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا جو اب کھل چکا تھا اور وہاں سے وہ نقاب پوش اندر

آرہا تھا۔اس نقاب پوش کو اپنی طرف آتے دیکھ وہ تھوڑا گھبراہٹ کا شکار ہوئی کہ وہ تو کئی دنوں کے جیسے آج بھی کھانا رکھ گیا تھا پھر یہ دوبارہ کیوں آیا ہے۔شاید اس کو اس قید سے آزاد کرانے دل میں ایک امید کی کرن جاگی۔پر اگلے ہی پل وہ امید کی کرن ماند پڑ گئی۔جب اس نقاب پوش نے اس کے سامنے گن آگے کر دی۔جس کو دیکھ کر اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ کیا آج میری موت لکھ دی گئی ہے۔

کیا اس قید سے رہائی بس مجھے موت ہی دلا سکتی ہے۔کیا میرا مرنا لکھا جا چکا ہے ایک ساتھ کئی سوال اس کے ذہن میں گردش کرنے لگے ابھی وہ اسی کش مکش کا شکار تھی کے وہ نقاب پوش ہاتھ میں گن پکڑے اس کی طرف بڑھنے لگا۔اس کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ خود کو ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔اور اس نقاب پوش کی جانب دیکھ کر پوچھنے لگی۔وہ نقاب پوش جو اس کو مارنے کے ارادے سے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں مارنا چاہتے ہو مجھے؟" وہ لڑکی خوف زادہ لہجے سے پوچھنے لگی۔نقاب پوش کے بڑھتے ہوئے قدم تھمے۔

''کیونکہ آج تیری موت لکھی جا چکی ہے۔''اس کارخانے کے سناٹے میں اس کی سختی سے کہے الفاظ گونجے۔

''میرا قصور کیا ہے؟''اس لڑکی نے بے بسی سے پوچھا۔کیونکہ وہ واقعی لاعلم تھی۔

''کیونکہ تو وہ سچ جانتی ہے۔جو تجھے نہیں معلوم ہونا چاہیے تھا۔''اس سناٹے میں ایک بار پھر تیز آواز گونجی۔

''کونسا سچ؟''اس لڑکی نے اس نقاب پوش کو دیکھ کر پوچھا۔جو اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔کیونکہ وہ واقعی اس بات سے انجان تھی۔کہ وہ کونسے سچ کی بات کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہی سچ جو تجھے نہیں معلوم ہونا چاہیے تھا۔پر افسوس اب تو تجھے معلوم ہے۔اس لیے اب تجھے مرنا ہو گا تاکہ یہ سچ آج یہیں تیرے ساتھ دفن ہو جائے۔" وہ نقاب پوش آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بالکل اس کے سامنے بیٹھ گیا اور ہاتھ میں پکڑی گن کو اپنے دوسرے ہاتھ سے لوڈ کرتے ہوئے بولا۔

"میں ایسا کچھ نہیں جانتی۔پلیس مجھے جانے دو۔" اس لڑکی نے خوف زدہ نظروں سے اپنے سامنے موجود گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے نقاب پوش کو یقین دلانے والے انداز میں کہا۔کیونکہ جس سچ کی وہ بات کر رہا تھا اس سب باتوں سے وہ واقعی لاعلم تھی۔اور اسے اپنی موت بہت قریب نظر آ رہی تھی۔

"جانے دوں۔" نقاب پوش نے اسے دیکھتے ہوئے مکروہ انداز میں ہنستے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں پلیز خدا کے واسطے۔" اس لڑکی نے ہاتھ جوڑتے ہوئے التجائی انداز اپنا کر روتی ہوئی آنکھوں سے کہا۔

www.novelsclubb.com

''ٹھیک ہے جانے دیا۔''اس سناٹے دار کارخانے میں اس نقاب پوش کی آواز کے ساتھ ایک اور آواز بھی گونجی تھی اور وہ آواز اتنی تیز تھی کہ اس کارخانے کے باہر درخت پر بیٹھے پنچھی سہم کر ہوا میں اڑ گئے تھے۔اور وہ نقاب پوش اپنے سامنے پڑے اس بے جان وجود کو دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔وہی وجود جو کچھ دیر پہلے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔اور اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔کھڑے ہو کر اب اس نقاب پوش کے قدم اس کارخانے کے باہر کی جانب گامزن تھے۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

دور کہیں مسجدوں سے العشا کی اذان کی آوازیں آرہی تھیں۔آسمان پر رات کا اندھیرا اب تک پوری تیزی سے پھیل چکا تھا۔اسلام آباد کی سڑکوں پر نظر ڈالی جائے تو خاصہ رش دیکھنے کو نظر آرہا تھا۔اس منظر سے ہٹ کر قریب ہی ڈیفینس

کالونی میں بنا ایک قصر جو پوری شان سے کھڑا تھا جو قصر اسماعیل ملک کے نام سے جانا جاتا تھا۔اس پر نظر ڈالی جائے تو معلوم چلتا ہے کہ جیسے آج وہاں کہ ملازموں کی خیر نہیں تھی۔ تبھی وہاں کے ملازم آج ڈرے سہمے دیکھائی دے رہے تھے۔

اپنے کمرے کے صوفے پر بیٹھے اسماعیل ملک صاحب اچھے خاصے غصے میں دیکھائی دے رہے تھے۔صوفے پر بیٹھے ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ ہاتھ میں جلتا ہوا سگار پکڑے غصیلی نظروں سے اپنے سامنے سر جھکائے ملازموں کو دیکھ۔۔۔ نہیں گھور رہے تھے۔

جبکہ ان کے سامنے کھڑے دو تین ملازمین اور ملازمہ ہاتھ باندھے سر جھکائے شرمندہ سے کھڑے دیکھائی دیتے تھے۔کہ جیسے ان سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہو۔ کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی۔اتنی گہری کے کھڑکیوں پر جھولتے پردے بھی اس خاموشی کو توڑنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہے تھے۔چند لمحے بعد اس خاموشی کو بس اسماعیل ملک صاحب کی آواز نے ہی توڑا۔

www.novelsclubb.com

''کس بات کے پیسے ملتے ہیں تم سب کو۔ہاں بولو۔کس بات کے پیسے دیتا ہوں میں تم لوگوں کو؟؟''اسماعیل ملک صاحب نے ایک بھرپور نظر ان سب پر ڈال کر پوچھا۔ہاتھ میں پکڑا ہوا سگار ابھی بھی جلا ہوا تھا اور اس میں سے دھواں اٹھ کر ہوا میں تحلیل ہو رہا تھا۔

''میرال بی بی پر نظر رکھنے کے۔''ان میں سے ایک ملازم بولا۔

''تو پھر کہاں مر جاتے ہو۔اس وقت جب میرال بی بی گھر سے باہر جاتیں ہیں؟''اسماعیل ملک صاحب نے غصیلے لہجے سے پوچھا۔

''معاف کر دیں سر آگے سے ایسا نہیں ہو گا۔آگے سے یہ لوگ دھیان رکھیں گے۔''اسماعیل صاحب کے پیچھے کھڑے گارڈ نے ان لوگوں کی ہمایت میں کہا۔

''ٹھیک ہے مگر آئیندہ میں ایسی کوتاہی برداشت نہیں کرونگا۔''انہوں نے کچھ نرم پڑتے ہوئے کہا۔اور ہاتھ سے ملازموں کو جانے کا اشارہ کیا تبھی وہاں کھڑے ملازم

ایک ایک کر کے جانے لگے۔انہی میں ایک نوکرانی رضیہ بھی جانے لگی۔پر اسماعیل ملک صاحب کی آواز نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔

"رضیہ۔"

"جی صاحب۔" ملازم رضیہ نے اپنے مالک کی آواز پر پلٹ کر کہا۔

"رضیہ تمہیں تو خصوصی طور پر میرال بی بی پر نظر رکھنے کا کہا گیا ہے۔پھر تم اتنی لاپرواکیسے ہو سکتی ہو۔کہ میرال بی بی گھر سے باہر جا رہی ہیں۔یہ بات تم نے ہمیں نہیں بتائی؟ وہ تو شکر ہے احمد (گارڈ) نے ہمیں بروقت فون کر کے بتا دیا ورنہ مجھے تو پتا ہی نہیں چلتا۔" اسماعیل ملک صاحب نے قدرے برہم ہو کر بولا۔

www.novelsclubb.com

''وہ صاحب میں اوپر والے پورشن کی اس وقت صفائی کروا رہی تھی۔'' رضیہ نوکرانی نے شرمندگی سے بتایا۔ کیوں کہ کچھ سالوں سے وہی میرال کے آنے جانے اور کھانے پینے کا خیال رکھ رہی تھی۔ کیونکہ اس کا باپ کریم بہت پہلے سے ہی اس گھر کا ملازم تھا اور اب کریم اسے بھی اپنے ساتھ گاؤں سے یہیں لے آیا تھا۔ جبکہ کریم بابا ابھی اسماعیل صاحب کے ہی کچھ کام سے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔

''ٹھیک ہے جاؤ آئندہ تم سے یا کسی بھی نوکر سے ایسی کوتاہی نا ہو۔ میرال بی بی جہاں بھی جائیں ان کے ساتھ کوئی نا کوئی ملازم یا گارڈ ضرور جائے۔ ٹھیک ہے۔'' اپنی بات کہتے اسماعیل صاحب نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔

www.novelsclubb.com

ان کی بات پر ہامی بھرتی نوکرانی رضیہ اور ان کے پیچھے کھڑا ہوا گارڈ کمرے سے چلے گئے۔ جبکہ پیچھے اسماعیل ملک صاحب سگار کا ایک کش بھرتے کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ اس سوچ میں جو ان کو ہمیشہ پریشان رکھتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

گھر آکر اسے رہ رہ کر آج مارکیٹ میں ہوئی اس اجنبی شخص کی حرکت یاد آرہی تھی۔اسے اس شخص پر انتہا کا غصہ آرہا تھا کہ اس کے اتنے کہنے کے باوجود بھی اس شخص نے اسے وہ نیلے رنگ کی کلر کی باکس نہیں دی تھی۔اور وہی ہوا تھا جسکا اسے ڈر تھا۔اسے آج اپنا سارہ دن بازاروں میں گھوم کر گزارنا پڑ گیا تھا اس نیلے رنگ کا کلر خریدنے کے لیے۔

اور ابھی کچھ دیر پہلی ہی وہ ایک مارکیٹ سے اتنی مشکل سے اپنا مطلوبہ کلر باکس ڈھونڈ کر واپس آئی تھی۔اور گھر پہنچتے پہنچتے وہ بہت تھک گئی تھی۔ تبھی آتے ساتھ ہی بستر پر لیٹ گئی تھی۔وہ صبح سے نکلی ہوئی تھی اور اب جا کے گھر پہنچی تھی۔کہ رات ہو گئی تھی۔

بیڈ پر لیٹی وہ اپنی تھکن اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔کیونکہ پھر اسے اٹھ کر اپنی وہ نامکمل پینٹنگ مکمل کرنی تھی جو وہ ادھورا چھوڑ کر گئی تھی۔اسے رہ رہ کر اس شخص پر اب غصہ آنے لگا تھا۔کہ اگر وہ اس کو وہ نیلے رنگ کا باکس دے دیتا تو اسے آتے آتے اتنی دیر نا ہوتی اور وہ جب ہی آ کر آرام سے اپنی پینٹنگ مکمل کر لیتی۔

کچھ دیر بیڈ پر لیٹ کر آرام کرنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھی اور فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔چند پل بعد ہی وہ سفید رنگ کے ٹراوزر میں موجود پنک کلر کی ڈھیلی سی ٹی شرٹ پہنے ہوئے باہر نکلی۔سیاہ بال، قمر سے

www.novelsclubb.com

تھوڑے اوپر کو آتے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔اسکا مطلب تھا کہ وہ شاور لے کر نکلی تھی۔

آئینہ کے سامنے کھڑی وہ بالوں کو تولیہ سے خشک کرنے لگی۔سیاہ آنکھیں آئینہ میں موجود اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔بالوں کو خشک کرتی وہ پلٹ کر دھیرے سے چلتی ہوئی بیڈ کے لیفٹ سائڈ پر رکھے اپنے کینوس کے پاس آئی۔اور اس پر ہاتھ پھیرنے لگی پینٹنگ نامکمل تھی پر وہ گیلی نہیں تھی۔

پاس رکھے اسٹول پر بیٹھتی اس نے ابھی کچھ دیر پہلے لایا ہوا نیلے رنگ کا کلر باکس اٹھایا اور پاس رکھا برش پکڑ کر اس میں نیلا رنگ بھرتی ادھوری پینٹنگ کو مکمل کرنے لگی۔وہ ابھی اس پینٹنگ کو مکمل کر کے رکھنے کے ارادے سے بیٹھی تھی کیونکہ اسے وہ پینٹنگ چند دن بعد ایک ایگزیبیشن میں لگوانی تھی۔اور اب اس نے

آج اس پینٹنگ کو مکمل کر کے ہی یہاں سے اٹھنا تھا چاہے اس کے لئے اسے ساری رات جاگنا پڑے۔اس کی ہاتھ کینوس پر تیزی سے کام کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

سڑک پر اس وقت ایک گاڑی برق رفتاری سے بھاگ رہی تھی۔سیدھے چلتے ہوئے روڈ پر دائیں جانب جنگل کی طرف دیکھا جائے تو راستہ جاتا ہوا دیکھائی دے رہا تھا۔وہیں بائیں جانب نگاہ ڈالی جائے تو میدان نما سا بنا ہوا تھا۔روڈ پر بھاگتی ہوئی اس گاڑی نے ایک دم سے بائیں جانب ٹرن لیا اور گاڑی روڈ سے گزرتی ہوئی اس میدان نما جگہ کی جانب بڑھنے لگی۔راستہ کافی پتھریلا سا تھا۔

تبھی گاڑی کی رفتار میں کمی واقع ہو گئی تھی۔پتھریلی روش سے گزرتے ہوئے جیسے ہی وہ میدان ختم ہوا تو دور سے ہی ایک بڑا سا مینشن نظر آنے لگا۔اور اس کے ساتھ ایک اور مینشن بھی بنا ہوا تھا جسکی حالت سے وہ بوسیدہ سی عمارت کا منظر پیش کر رہا تھا۔چند ہی پل بعد گاڑی اس مینشن کی طرف رکی جو اس سنسان موٹروے اور جنگل کے قریبی میدان نما جگہ میں بنا ہوا تھا۔

دیکھنے سے لگتا تھا کہ یہ ایک ایسا علاقہ تھا جو پہلے آباد ہوا کرتا تھا لوگوں سے پر اب نجانے کس کی نظر نے اس علاقے کو یوں اجاڑ دیا تھا کہ وہ ایک میدان نما سا منظر پیش کر رہا تھا۔اور اسی میدان نما جگہ میں ایک بوسیدہ سا مینشن تھا جسکی حالت خستہ حال ہو رہی تھی۔اور اسی کے بائیں جانب ایک اور مینشن تھا جو اس والے مینشن سے قدرے بہتر حالت میں تھا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی کا دروازہ کھول کر کوئی دھیمی سی چال چلتا ہوا باہر نکلا۔اور اس مینشن کے داخلی دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔اس کے داخلی دروازے پر پہنچنے سے پہلے

دروازہ کھولا جا چکا تھا۔اور اس میں سے ایک ادھیڑ عمر آدمی آنکھیں مسلتا ہوا باہر نکلا۔اس کو دیکھ کر یہ اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوا تھا۔

اس ادھیڑ عمر آدمی کو ایک نظر دیکھتا وہ شخص اندر کی جانب بڑھ گیا۔اب اس کے قدم گارڈن سے ہوتے ہوئے اندر کی جانب تھے۔وہ ادھیڑ عمر بھی تیزی سے اس شخص کے پیچھے لپکا۔

گارڈن سے ہوتا ہوا وہ شخص سست قدموں سے اندر لاؤنج کی جانب بڑھا۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا درد نظر آ رہا تھا۔اپنے سست قدموں کو اس نے لاؤنج کے اندر موجود ایک صوفے کے پاس روکا اور ڈھیلا پڑتا ہوا وہ اس صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔اسے اپنا وجود کمزور پڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اکثر یہاں آیا کرتا تھا۔اور زیادہ تر باہر سے ہی چلے جایا کرتا۔اور جب کبھی وہ اندر آتا تھا تو ایسے ہی کمزور پڑ جایا کرتا تھا۔نجانے کیوں یہاں آ کر وہ خود کو کمزور پاتا تھا۔ صوفے پر بیٹھ کر وہ اپنی نگاہیں دوڑا کر آس پاس دیکھنے لگا۔آج بھی یہ مینشن

سالوں پرانا جیسا ہی نظر آتا تھا۔پر بہت کچھ تھا جو اس مینشن میں بدل گیا تھا۔اور یہ بدل جانا اس شخص کو کرب میں مبتلا کر دیتا تھا۔

کہ کاش وہ یہ بدلاؤ پہلے جیسے کر دے کاش، کاش اس نے کرب سے سوچا۔پر افسوس اس کے پاس ایسا کوئی اختیار تھا ہی نہیں جس سے وہ اپنی یہ خواہش پوری کر پاتا۔کچھ خواہشات ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو انسان پوری تو کرنا چاہتا ہے۔پر افسوس ان خواہشات کو پورا کرنے کے لیے انسان کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

وہ ادھیڑ عمر آدمی بھی اس تک پہنچ گیا تھا۔اس شخص کو یوں صوفے پر بیٹھا دیکھ وہ کچھ دیر یونہی خاموشی سے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا۔پر جب کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی وہ شخص یونہی بیٹھا رہا اور کچھ نہیں بولا۔تو اس ادھیڑ عمر آدمی نے خود سے بولنے کی ٹھان کر سامنے صوفے پر بیٹھے شخص کو مخاطب کیا۔

www.novelsclubb.com

''صاحب ہم گاؤں جانا چاہتا ہے۔''اس ادھیڑ عمر آدمی نے صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر بولا۔

''تو؟''صوفے پر بیٹھا شخص اپنے خیالات سے باہر نکل کر سامنے کھڑے اپنے ملازم کو دیکھ کر سپاٹ انداز میں بولا۔جو مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

''صاحب ہم زیادہ دن کے لیے جانا چاہتا ہے۔ہماری بیٹی کی شادی ہے۔''

ادھیڑ عمر آدمی ٹھہر ٹھہر کر گویا ہوا۔

''ٹھیک ہے تو چلے جاؤ اس میں مسئلہ کیا ہے۔''وہی سپاٹ سا انداز ابھی بھی قائم تھا۔

''تو اس کمرے۔میرا مطلب ہے کہ یہاں کی دیکھ بھال۔''ادھیڑ عمر آدمی کہتے کہتے رک گیا۔اس کے نزدیک سامنے والا وہ بات سمجھ چکا تھا جو وہ کہنا چاہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''اس کی تم فکر نا کرو جب تک تم نہیں آتے۔تب تک یہاں کی دیکھ بھال کے لئے میں کسی اور کو رکھ لونگا۔بس تم جلدی آنا۔'' وہ شخص صوفے سے اٹھتے ہوئے بولا۔اور ایک بھرپور نظر چاروں اطراف دوڑائی پھر ایک سرسری سی نگاہ دائیں جانب بنے کمرے کی طرف ڈالی جس کے باہر تالا لگا ہوا۔

اس کمرے کی جانب دیکھتے ہوئے اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی اور پھر وہ خود کو نارمل کرتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔پیچھے کھڑا وہ ادھیڑ عمر آدمی بھی اس بند کمرے کو دیکھتا باہر کی جناب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆

سیاہ اور سفید رنگ سے بنے مصطفیٰ مینشن میں رات کے اس پہر خاموشی کا راج تھا۔ ویسے تو یہاں دن میں بھی خاموشی ہی راج کرتی تھی۔ صرف نوکروں کی ہی چہل پہل اور سرگوشیوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور رات ہوتے ہی سارے نوکر اپنے اپنے کوارٹرز میں چلے جاتے تھے۔ اس لیے دن بھر ہونے والی چہل پہل بھی رات کے پہر تک ماند پڑ جاتی تھی۔

اس محل نما گھر کے دوسرے پورشن پر موجود آریان کے کمرے کے اندر نظر ڈالی جائے تو وہاں اس وقت اندھیرے کا راج تھا صرف سائیڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ جل رہا تھا جو اس کمرے کے اندھیرے کو ختم کرنے کے لئے کافی تھا۔ کمرے کے چاروں اطراف نگاہ دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کمرے میں اس وقت کسی بھی نفس کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

رات کی اس خاموشی میں اس محل نما گھر میں اچانک ایک سریلی سی آواز گونجنے لگی ۔ایک ایسی آواز جو کانوں کو بہت بھلی لگ رہی تھی۔ وہ آواز کسی گانے یا میوزک

بینڈ کی نہیں تھی۔بلکہ وہ تو دھیمی تھی اتنی دھیمی کہ آواز کو سن کر لوگ اپنا ہوش کھو بیٹھ سکتے تھے۔

ایک ایسا سر تھا اس آواز میں کہ وہ لوگوں کو اپنی جانب کھینچ سکتا تھا۔شاید کوئی پیانو بجا رہا وہ جو کوئی بھی تھا پیانو بجانے میں ماہر ہی نہیں لگتا تھا بلکہ بہت اچھا بجانا جانتا تھا۔نجانے یہ آواز کہاں سے آ رہی تھی۔اس آواز کی سمت غور کیا جائے تو وہ شاید نیچے کی منزل سے آ رہی تھی۔

نیچے کی منزل پر قدم رکھیں تو بائیں جانب لاؤنج کا دروازہ کھلا ہوا دیکھائی دے رہا تھا جہاں سے شاید وہ سریلی سی آواز آ رہی تھی۔اسکا مطلب تھا وہاں کوئی موجود تھا۔ تھوڑا آگے کو بڑھ کر لاؤنج میں قدم رکھیں تو لاؤنج خوبصورت فرنیچر سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت پینٹنگز سے بھی آراستہ تھا۔

ایک دیوار پر طرح طرح کی پینٹنگز لگی ہوئی تھیں اور وہیں دوسری دیوار پر بڑی سی ایل سی ڈی نبز تھی۔پورا لاؤنج صوفے کی سیٹنگ سے سیٹ کیا ہوا تھا۔وہ آواز اب

بہت قریب سے سنائی دے رہی تھی۔لاؤنج کے ایک کونے میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جو کھولا ہوا دیکھائی دے رہا تھا۔وہاں سے کسی قسم کی روشنی کے ساتھ ساتھ وہی سریلی آواز بھی آرہی تھی۔

لاؤنج میں موجود اس دروازے کے پار اندر جھانک کر دیکھا جائے جو شاید گارڈن کے پیچھلی طرف کھلتا تھا۔تو وہاں ایک چھوٹا سا بالکنی جیسا سیٹ اپ کیا ہوا تھا۔آس پاس چھوٹے چھوٹے گملے رکھے ہوئے تھے۔سائیڈ میں ایک جھولا لٹکا ہوا تھا اور اس کے سامنے بڑا سا پیانو لگا ہوا تھا۔اور پیانو پر تھرکتی ہوئی اس کی انگلیاں جو مسلسل پیانو بجانے میں مصروف تھیں۔

اور وہ بھی شاید کہیں گم تھا۔وہ اس خوبصورت منظر میں ہوتے ہوئے بھی اس منظر میں موجود نہیں دیکھائی دے رہا تھا۔وہ تو شاید کہیں کھویا ہوا تھا۔اس کے چہرے پر ایک الگ ہی قسم کی چمک دیکھائی دے رہی تھی۔کہ جیسے وہ کوئی خوبصورت سا لمحہ سوچ رہا ہو یا کوئی ایسی یادیں۔جو اس کے لیے خوشگوار ہوا کرتی تھیں۔تبھی اس کے

www.novelsclubb.com

چہرے پر ہمیشہ دیکھائی دینے والی سنجیدگی کہیں دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔وہاں تو بس ایک الگ ہی قسم کی چمک دیکھی جاسکتی تھی۔

نجانے وہ اتنا اچھا پیانو کیسے بجالیتا تھا نجانے وہ کونسی یادیں تھیں جو اس کو اتنا خوش کر رہی تھیں کہ وہ سنجیدہ رہنے والا انسان آج آنکھیں بند کیے مسکرا رہا تھا۔پر یہ کیا دیکھتے ہی دیکھتے وہ مسکراہٹ اچانک سے غائب ہو گئی تھی۔وہ چمک اب ماند پڑنے لگی تھی۔اور اب وہاں پھر سے سنجیدگی نے اپنی جگہ بنالی تھی۔پیانو پر تھرکتی ہوئی انگلیاں اب تھم چکی تھیں۔نجانے کیوں!۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆

وہ کافی دیر سے پیانو بجانے میں مصروف تھا۔پیانو اسے اس جہاں میں لے جاتا تھا جہاں وہ ہوش کی دنیا میں رہ کر نہیں جا سکتا تھا۔اسے اس دھن میں کھو کر اس جہاں میں جانا تھا۔اور جب جب وہ پیانو بجاتا وہ اسی جہاں میں پہنچ جاتا تھا۔اسے پیانو سے ایک الگ ہی قسم کا لگاؤ تھا وہ جب جب پیانو بجاتا تھا اسے ایک الگ ہی قسم کی خوشی محسوس ہوتی تھی۔وہ خوشی جو اسے کبھی بھی کہیں پر بھی محسوس نہیں ہو پاتی تھی۔

اسے کافی وقت بیت گیا تھا۔پیانو بجاتے ہوئے۔وہ لاؤنج کے اس حصے میں موجود تھا جس کا دروازہ گارڈن کے پچھلے حصے کی طرف کھلتا تھا۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اس کے جسم کو سکون بخش رہی تھی پھر اس پر اس کی پیانو کی دھن اسے اس جہاں میں

پہچانے کے لیے کافی تھی۔آنکھیں بند کیے وہ ہلکا سا مسکرا رہا نجانے وہ کیا سوچ رہا تھا یاد دیکھ رہا تھا جو اس کے لیے اتنی خوشی کا باعث تھی۔

آنکھیں ہنوز بند تھی اور انگلیاں مسلسل پیانو بجانے میں مصروف تبھی اچانک اس کی بند آنکھوں میں ایک سایہ سا لہرایا۔اور اس نے ایک دم سے اپنی آنکھیں کھولیں۔بھوری آنکھیں بالکل سپاٹ تھیں پیانو پر تھرکتی انگلیاں بھی اب تھم چکی تھی۔اور وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوتا ہوا لاؤنج سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

اسلام آباد شہر سے کچھ ہی دوری کے فاصلے پر وہ چھوٹا سا علاقہ جہاں کوئی آتا جاتا نہیں تھا اس جگہ نظر ڈالی جائے تو اس وقت وہاں لوگوں کی خاصی ریل پیل دیکھنے کو نظر آرہی تھی۔اس وقت صبح کا سورج نکلے ہوئے بھی کافی وقت بیت گیا تھا وہاں موجود کئی کارخانوں میں لوگ کام کرنے کے بجائے بھیڑ اکٹھا کیے ہوئے ٹولیوں کی صورت میں چہ مگوئیاں کرتے ہوئے دیکھائی دے رہے تھے۔ نجانے وہاں ایسا بھی کیا ہوا تھا جو وہاں کے کارخانوں میں کام کرنے والے اپنا اپنا کام چھوڑ کر بھیڑ جما کیے کھڑے ہوئے تھے۔

انہیں کارخانوں میں سے ایک کارخانہ پر نظر ڈالی جائے تو وہاں پولیس کی بھاری نفری موجود کھڑی نظر آرہی تھی۔اس میں سے ایک پولیس والا باہر نکلا جو شاید کوئی بڑا افسر تھا اور اس کے ساتھ ایک اور پولیس والا اس افسر کے ساتھ باہر آیا اس کے حلیے سے اندازہ ہوتا تھا کے وہ اس سے جونیئر ہے۔وہ بڑا آفیسر اپنے سے چھوٹے پولیس والے کو کچھ ہدایت دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ابھی چند ہی پل گزرے تھے کہ ایک گاڑی اس جگہ آ کر رکی اور اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور باہر نکل کر دیوانہ وار اس کارخانے کی جانب بھاگا اور اس کو ایسا بھاگتے دیکھ وہ دونوں پولیس والے بھی اندر کی جانب اس کے پیچھے بڑھے۔ وہ آدمی جس کے چہرے کے تاثرات سے کچھ بھی اندازہ لگانا مشکل تھا وہ اس کارخانہ کے اندر داخل ہوا جہاں پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ کچھ پولیس والے آپس میں باتیں کر رہے تھے تو کچھ وہاں موجود چند ایک لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔

وہ آدمی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے زمین پر کپڑے سے ڈھکے ہوئے وجود کو دیکھنے لگا جو یقیناً ایک لاش تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر بے یقینی سے اس لاش پر سے کپڑا ہٹایا اور اس لاش کو دیکھتے ہی اس کے قدم لڑکھڑائے اور وہ وہیں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور بے یقینی سے اس لاش کو دیکھنے لگا۔ جو شاید اس کے کسی عزیز کی تھی۔

اس کی آنکھیں بے یقینی سے اس لاش کو دیکھ رہی تھیں جبکہ اس کے لب خاموش۔

تبھی باہر سے اس کے پیچھے آنے والے افسر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

''ہمیں ایک فون کال آیا تھا یہاں کے کام کرنے والے مزدوروں کا۔آپ شناخت کر کے بتادیں کہ آپ اس لاش کو جانتے ہیں یا نہیں؟''اس آفیسر نے اس آدمی کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس کے حال سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس لاش کو پہچان چکا ہے۔

''میں نے کہا تھا نا آپ لوگوں سے کہ وہ لوگ اسے مار دینگے۔انھوں نے مار دیا میری بیٹی کو۔اور آپ لوگ کچھ نہیں کر سکے۔'' وہ آدمی غصے اور غم کے ملے جلے لہجے میں اس آفیسر کے گریبان کو سختی سے پکڑتے ہوئے تقریباً چیخا۔

اس آفیسر نے آرام سے اس آدمی کے ہاتھوں سے اپنے کالر کو اس کی پکڑ سے آزاد کرایا پر بولا کچھ نہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس لڑکی کو ڈھونڈنے میں واقعی انھوں نے بہت دیر کر دی تھی۔اتنی کہ وہ لڑکی اب اس دنیا میں ہی نہیں رہی تھی کے جس کی وہ تلاش کرتے۔وہ آدمی پھر سے دل گرفتگی کے ساتھ نڈھال ہو کر واپس اپنی

www.novelsclubb.com

بیٹی کی لاش کو دیکھنے لگا۔اور اذیت سے سوچنے لگا کے کاش وہ ان لوگوں کی بات مان لیتا تو آج اس کی بیٹی زندہ ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆

کمرا اس وقت تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔آس پاس کے ماحول کا اندازہ لگانا کافی مشکل تھا۔کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی اس کمرے کو ہلکا ہلکا روشن کر رہی تھی۔کمرے کے عین وسط میں کوئی جائے نماز بچھائے نماز پڑھنے میں مگن دیکھائی دے رہا تھا۔ ہلکی ہلکی روشنی اس وجود پر پڑ رہی تھی۔جو پوری دلجمعی سے نماز ادا کر رہا تھا۔نماز کو مکمل کر کے اس وجود نے ہاتھوں کو دعا کے لیے پھیلا لیا۔اور اپنی ہتھیلیوں کو خاموشی سے دیکھنے لگا۔زبان سے ایک بھی لفظ نکلنے سے انکاری دیکھائی دے رہا تھا۔

اس خاموش کمرے کی تاریکی کو بس ایک چیز تھی جو کم کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔اور وہ تھی اس وجود کی سسکیوں کی آواز جو دھیرے دھیرے اس کے حلق

سے نکل رہی تھیں۔وہ شخص شاید رو رہا تھا تبھی اس تاریکی کمرے میں اس کی سسکیوں کی آواز گونجنے لگی تھی۔اس کی آنکھوں سے نکلے آنسو اس کی ہتھیلیوں کو بھیگا رہے تھے۔

چند لمحوں بعد اس کی سسکیوں میں کمی واقع ہو گئی تھی۔اور وہ شخص اپنی ہتھیلیوں کو اپنے منہ پر پھیرتا ہوا کھڑا ہو گیا۔جائے نماز کو تہہ کرتا۔بیڈ کے واسط میں رکھی ایک چھوٹی سی ٹیبل کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔اور اس ٹیبل پر رکھی ایک تصویر کو اٹھا کر دیکھنے لگا۔پھر اس تصویر کو لیے کمرے میں موجود ایک کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔اور تصویر کو سینے سے لگائے کرسی کی پشت سر ٹکائے کھڑکی سے باہر بادلوں میں چھپے چاند کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

صبح کا سورج پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا اسلام آباد شہر میں آج ہر طرف سکون ہی سکون دیکھائی دے رہا تھا۔ آسمان پر اڑتے پھرتے پرندوں کی چہچہاہٹ بھی ماحول کو اور پر سکون بنا رہی تھی۔ صرف قصر اسماعیل میں ہی اپنے کمرے کے فلور پر اسماعیل ملک صاحب بے سکونی سے ٹہلتے دیکھائی دے رہے تھے۔ ان کے چہرے کے تاثرات ان کے بے سکون اور پریشان ہونے کی گواہی صاف صاف دے رہے تھے۔

کمرے میں ٹہلتے ہوئے وہ بے چینی سے اپنے ہاتھ میں پکڑے انویٹیشن کارڈ کو دیکھ رہے تھے۔ جو شاید کسی کا دعوت نامہ تھا۔ کمرے میں ایک سوٹ کیس بھی بیڈ پر رکھا ہوا دیکھائی دے رہا تھا جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا جیسے وہ کہیں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس پر وہ بار بار نگاہ ڈال رہے تھے۔ ٹہلتے ٹہلتے جب وہ تھکنے لگے تو وہ چلتے ہوئے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئے۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ ابھی بھی ان کے ہاتھ میں

www.novelsclubb.com

موجود تھا۔ تبھی ایک دم وہ کچھ سوچتے ہوئے اٹھے اور کمرے سے باہر کی جانب بڑھے اب ان کے قدم میرال کے کمرے کی جانب تھے۔

☆☆☆☆☆

بیڈ پر بیٹھی سر کو ہاتھوں میں گرائے وہ الجھن کا شکار تھی۔ وہ ابھی ابھی سو کر اٹھی تھی اور آج پھر اسے وہی خواب آیا تھا۔ جو بچپن سے وہ دیکھتی آرہی تھی۔ وہ خوف زدہ کرنے والا خواب کبھی اسے صاف نظر نہیں آتا تھا۔ وہ ہمیشہ ایک دھندلا سا خواب دیکھتی آرہی تھی۔ پر وہ خواب دھندلا ہونے کے باوجود بھی اسے خوف زدہ کر دیتا تھا۔ آج پھر وہ ڈر گئی تھی اس خواب کی وجہ سے اور اب وہ الجھن کا شکار تھی۔

ابھی وہ بیڈ پر اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ دروازے پر دستک ہوئی اور دروازہ کھول کر اسماعیل ملک صاحب اندر داخل ہوئے۔ دروازہ کھولنے کی آواز پر میرال نے گردن ترچھی کر کے دروازے کی سمت دیکھا۔ اندر آ کر اسماعیل ملک صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے پریشان تو نہیں کر دیا اپنے بچے کو؟'' اسماعیل ملک صاحب نے اس تک آ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ارے نہیں بابا کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔ باپ بھی بھلا بیٹیوں کو تنگ کرتے ہیں کیا۔'' میرال نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور ان کے لیے بیڈ پر جگہ بنائی۔ اس کی بات پر اسماعیل ملک صاحب مسکراتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دوری پر میرال بھی بیٹھ گئی تھی اور اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگی۔ جو شکل سے تھوڑا پریشان دیکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا بابا کوئی پریشانی ہے؟'' میرال نے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں بیٹا کوئی پریشانی نہیں ہے۔بس تھوڑا سا کنفیوز ہوں ایک بات کو لے کر۔اور اسی بات کو لے کر سمجھ نہیں آرہا کہ کیا کروں؟"اسماعیل صاحب نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"کونسی بات کنفیوز کر رہی ہے آپ کو بابا؟"میرال ان کی جانب دیکھ کر پوچھنے لگی۔سیاہ آنکھوں میں اپنے باپ کے لیے فکر صاف دیکھنے کو نظر آرہی تھی۔

"کچھ خاص نہیں بیٹا۔بس ایک انویٹیشن آیا ہے آج میرے ایک انویسٹر کے یہاں سے۔اس کی بیٹی کی برتھ ڈے پارٹی ہے آج۔"اسماعیل ملک نے کہہ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

''تو؟''میرال نے ان کی طرف نا سمجھی سے دیکھ کر پوچھا۔چہرے پر الجھن کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔

''تو یہ کہ بیٹا مجھے ایک کمپنی سے میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا ہے۔اس لیے میں صدیقی کی طرف نہیں جا پاؤنگا۔پر صدیقی کی طرف جانا بھی ضروری ہے۔کیونکہ صدیقی نے ہماری کمپنی کے ساتھ انویسٹ کیا ہے تو میں اس کے ساتھ تعلقات اچھے ہی رکھنے چاہتا ہوں۔پر میں ایک ساتھ دو جگہ کیسے مینج کروں مجھے یہی بات سمجھ نہیں آرہی۔''اسماعیل ملک صاحب نے پوری بات اس کے گوش گزر کر دی۔

''تو بابا آپ میٹنگ کے لیے بعد میں چلے جایئے گا۔''میرال نے جیسے اپنے نزدیک ان کی پریشانی دور کی سیاہ آنکھوں میں اس وقت سنجیدگی قائم تھی۔

www.novelsclubb.com

''ہاں چلے جاتا بیٹا اگر یہ میٹنگ اتنی ضروری نہیں ہوتی میرے لیے۔اور پھر میری فلائٹ بھی کنفرم ہے آج کی۔''اسماعیل ملک صاحب نے جیسے اپنے نا جانے کی وجہ بتائی۔

''اچھا بابا تو آپ صدیقی صاحب سے معذرت کر لیں۔''میرال نے جیسے ایک حل پیش کیا۔

''وہی تو بیٹا مجھے ایسے معذرت کرنا اچھا نہیں لگ رہا اس سے۔اس نے اتنی دفعہ کہا تھا اور اب تو انویٹیشن کارڈ بھی آ گیا۔''اسماعیل صاحب نے کہتے ساتھ ہی اس کے آگے وہ انویٹیشن کارڈ بڑھایا جو وہ اس کے کمرے میں آتے وقت اپنے ساتھ لائے تھے۔میرال نے کان کے پیچھے ہوئی لٹ کو انگلی سے گھماتے ہوئے اس کارڈ کو تھاما۔

www.novelsclubb.com

"ہنہہ۔" میرال بس اتنا ہی کہہ سکی اور لٹ سے کھیلتی ہوئی اس کارڈ کو دیکھنے لگی۔ اسماعیل صاحب جو پہلے سے ہی سوچ کر آئے تھے۔ اتنی بات بتا کر اصل بات کی طرف آئے جو وہ اس سے کہنے آئے تھے۔

"ویسے بیٹا میں سوچ رہا ہوں۔ کہ میں نہیں جا سکتا تو کیا ہوا تم تو جا سکتی ہو؟۔ تو تم چلی جاؤ۔ ویسے بھی تمہیں آہستہ آہستہ کر کے ہی سہی میرا بزنس تو سنبھالنا ہی ہے نا ۔اور ابھی سے ہی ایسی پارٹیوں میں شرکت کرو گی تو آسانی سے جان پہچان بن جائے گی تمہاری لوگوں سے۔"

اسماعیل صاحب نے مدعے کی بات کی جو وہ شروع سے یہاں کرنے آئے تھے۔ پر کہہ نہیں سکے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے اس وقت اسے منانا بہت مشکل تھا کیونکہ وہ پینٹنگز بنانے کے مرحلے میں لگی ہوئی تھی۔ جو اسے چار پانچ دن بعد ہونے والے ایگزیبیشن میں لگوانی تھیں۔ اس لیے وہ آسانی سے کہیں جانے کے لیے ہامی نہیں

www.novelsclubb.com

بھرتی۔اور تبھی ان کو اپنی بات منوانے کے لیے اس کو پوری بات بتائی تاکہ جب وہ اسے جانے کو بولے تو وہ مان جائے ان کی مجبوری جان کر۔

"پر بابا میں کیسے جاسکتی ہوں؟۔جب کے آپ جانتے ہیں کہ ابھی ان دنوں میں کتنی مصروف ہوں۔"میرال نے حیرات سے اپنے باپ کو دیکھ کر کہا۔ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ وہ بیڈ پر رکھ چکی تھی۔

"آئی نو میرا بچہ۔پر تم تو جانتی ہو نا میں مجبوری میں تمہیں جانے کا بول رہا ہوں۔ ورنہ تمھیں نہیں بولتا۔اور ویسے بھی صرف دو تین گھنٹے کی ہی تو بات ہے۔" اسماعیل ملک صاحب نے بے چارگی کی سی صورت بنا کر کہا۔

ان کی بات میرال چند لمحے انھیں دیکھ کر سوچنے لگی۔پھر جیسے کچھ سوچتے ہوئے بولنے لگی۔

''ٹھیک ہے بابا چلی جاؤ گی آپ اسٹریس نا لے۔ ویسے کب تک جانا ہے؟'' سیاہ آنکھیں ہنوز اپنے باپ ہر جمی تھیں۔ اس کی بات پر اسماعیل صاحب ایک دم خوش ہو گئے۔ پھر اس کو دیکھ کر بولنے لگے۔

''یہی کوئی شام تک جانا ہو گا۔'' اسماعیل ملک کہتے ساتھ ہی اٹھنے لگے۔ پھر جیسے کچھ یاد آنے پر پھر سے بولے۔

''اور ہاں بیٹا گارڈز کو اپنے ساتھ لے جانا مت بھولنا۔''

''بابا آپ ہمیشہ مجھے اتنے پروٹوکول میں ہی جانے کو کیوں بولتے ہیں۔ میں بچی نہیں رہی ہوں اب۔'' وہ جو پارٹی میں جانے سے پہلے اپنی ایک پینٹنگ کو مکمل کرنے کا سوچ رہی تھی۔ اسماعیل ملک صاحب کی بات پر چونکتے ہوئے پوچھنے لگی۔ کیونکہ اسے واقع گارڈز کے ساتھ جانا پسند نہیں تھا۔

"کیونکہ مجھے یہ اطمینان رہتا ہے کہ تمہارے ساتھ گارڈز موجود ہیں تمہاری حفاظت کے لیے۔" اسماعیل صاحب نے اس کے لیے گئے سوال پر بات بنا کر کہا کیونکہ اب وہ اسے سچ تو بتا نہیں سکتے تھے۔

"اوکے۔لے جاؤ نگی گارڈز کو۔" میرال ان کی وضاحت پر منہ بناتے ہوئے بولی۔ اس کے اس طرح کرنے پر اسماعیل ملک صاحب مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گئے۔

پیچھے وہ اپنے بابا کی اس قدر فکر کرنے پر پینٹنگ کو مکمل کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کمرے میں آکر اسماعیل ملک کے چہرے پر تھوڑی دیر پہلے والی مسکراہٹ اب غائب ہو چکی تھی اور اب وہاں پھر سے سنجیدگی نے اپنی جگہ بنالی۔بیڈ پر بیٹھ کر وہ تھوڑی دیر پہلے کیے گئے میرال کے سوال کو سوچنے لگے۔جب وہ ان سے پوچھ رہی تھی کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔وہ اس کو ہر جگہ اتنے پروٹوکول میں ہی کیوں جانے

کو بولتے ہیں۔ماتھے کو مسلتے ہوئے وہ کچھ سوچ کر خود سے بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگے۔"میں کیا کروں بیٹا میں نہیں چاہتا کہ میری کی گئی غلطی کی سزا تم بھگتو کبھی بھی۔اس لیے تمہیں اپنے ماضی کے ہر پنے سے دور رکھنا چاہتا ہوں۔"خود سے ہمکلام ہوتے ہوئے۔وہ کچھ دیر یونہی بیٹھے رہے پھر۔کچھ سوچ کر کھڑے ہو کر سوٹ کیس کو اٹھاتے ہوئے باہر کی جناب بڑھ گئے۔

☆☆☆☆☆☆

سیاہ اور سفید رنگ سے بنے مصطفیٰ مینشن پر نظر ڈالی جائے تو وہ اس وقت آپ کو گارڈن میں مالی کام کرتا ہوا دیکھائی دے گا۔وہ دھیمی دھیمی آواز میں گانا گاتے ہوئے اپنے کام میں مگن دیکھائی دے رہا تھا۔اس سے چند قدم کی دوری پر سفید رنگ کی پلاسٹک کی چار کرسیاں لگی ہوئی تھیں اور کرسیوں کے درمیان میں ایک

بڑی سی گول میز رکھی تھی جس پر چائے کے کپ رکھے ہوئے تھے جس میں سے ہلکا ہلکا دھواں ہوا میں اٹھ رہا تھا۔

جس سے یہ اندازہ ہو رہا تھا جیسے یہ چائے ابھی ابھی یہاں کوئی رکھ کر گیا تھا۔اس جگہ ان کرسیوں اور ٹیبل کے اوپر بڑی سے چھتری لگی ہوئی دیکھائی دے رہی تھی جو اس جگہ پڑنے والی سورج کی روشنی کو مکمل طور پر روکے ہوئے تھی۔آسمان پر نظر ڈالی جائے تو وہاں آج سورج بادلوں کی اوٹ میں ہی چھپا دیکھائی دے رہا تھا جس سے موسم بہت خوشگوار ہو گیا تھا۔پچھلے دنوں کی نسبت آج گرمی کا تناسب کم ہو گیا تھا اور موسم خاصہ خوشگوار دیکھائی دے رہا تھا۔

گارڈن میں موجود انہیں چار کرسیوں میں سے ایک کرسی پر ایک لڑکی ٹانگ پر ٹانگ رکھے ہوئے موبائل دیکھنے میں مصروف دیکھائی دے رہی تھی۔اور موبائل

سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد نظریں ہٹا کر وہ سامنے لاؤنج میں جانے والے دروازے پر بھی نگاہ ڈال رہی تھی۔اس کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی۔وہ بلیک جینز پر سفید رنگ کی شرٹ پہنے ہوئے تھی۔بادامی بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔اور ہاتھ میں رنگ برنگی بریسلیٹ پہنے ہوئے تھی۔سانولی رنگت پر چہرے کے تیکھے نقوش واضح ہو رہے تھے۔آنکھیں ہلکی بادامی سی تھیں۔وہ کوئی زیادہ خوبصورت نہیں تھی۔پر لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے والی پرسنیلٹی کی مالک تھی۔

کافی دیر ایسے ہی بیٹھے رہنے کے باوجود بھی جب وہ انسان باہر نہیں آیا جس کا وہ انتظار کر رہی تھی کافی دیر سے۔تو پھر وہ خود ہی کھڑی ہوئی اندر جانے کے ارادے سے پر ابھی اس نے پہلا قدم بڑھایا بھی نہیں تھا کہ وہ اسے سامنے سے آتا ہوا دیکھائی دیا۔ اور اسے دیکھ کر اس لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

وہ کان سے فون لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔ہاتھ میں بریف کیس تھامے وہ گارڈن کی طرف آنکلا تھا۔جب ہی اس کی نظر اپنے سے چند قدم کی دوری پر کھڑی لڑکی کی جانب گئی۔جو اسے دیکھ کر ہلکا ہلکا مسکرا رہی تھی۔اس نے فون کے دوسری جانب موجود شخص سے بات مکمل کر کے رابطہ ختم کیا۔اور گہری سانس بھرتا ہوا فون کو اپنے بلیک کوٹ کی جیب میں ڈالتا اس کی جانب بڑھا۔وہ لڑکی بھی اسے دور سے آتا دیکھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔آریان ہیلو بولتا ہوا ٹھیک ان چار کرسیوں میں سے ایک پر جا بیٹھا اور موبائل نکال کر دیکھنے لگا۔

وہ لڑکی اس سے اس قدر روکھے مجاز کی توقع نہیں کر رہی تھی۔پر دوسرے ہی پل وہ خود کو کمپوز کرتی مسکراتی ہوئی اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔وہ تھوڑی

دیر تک تو آریان کو موبائل میں مصروف ہی دیکھتی رہی پر جب ایسے بیٹھے بیٹھے اس کی برداشت جواب دے گئی۔اور وہ آریان کو مسلسل موبائل میں ہی مصروف دیکھتی رہی تو آخر کار وہ بول پڑی۔

''ویسے میں یہاں صرف تمہاری مصروفیت دیکھنے نہیں آئی ہوں۔میں کب سے یہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی کہ کب تم باہر آؤ اور میں تمہیں سرپرائز دے سکوں۔اور تم ہو کے ابھی بھی موبائل میں مصروف ہو۔اور مجھے اگنور کر رہے ہو؟''وہ لڑکی مصنوعی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولے۔اس کی اس ناراضگی سے سامنے والے کو کوئی خاصہ فرق نہیں پڑا۔مگر وہ اخلاقیات نبھانا جانتا تھا تبھی اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے عنایہ بس تمہیں ایسا لگ رہا ہو گا۔اور تمہیں اگر ایسا فیل ہوا تو اس کے لیے معذرت۔''آریان موبائل کو واپس جیب میں ڈالتا ہوا سنجیدگی سے بولا۔

''اٹس اوکے۔''عنایہ نے اپنا موڈ ٹھیک کرتے کہا۔پھر اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولنے لگی۔

''ویسے پوچھو گے نہیں کہ میں یوکے سے کب واپس آئی؟؟''عنایہ نے مایوسی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ زیادہ باتیں کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔وہ کم کم بولتا تھا اور ضرورت کی ہی بات کیا کرتا تھا۔آریان جو کھڑے ہونے کا ارادہ رکھتا تھا اس کے سوال پر اٹھ نا سکا۔

www.novelsclubb.com

''ہاں ویسے کب آئی ہو واپس اور تمھاری ٹرپ کیسی گزری یوکے کی؟''آریان نے بے زار ہوتے ہوئے سوال کیا۔

"کل ہی آئی ہوں۔اور ڈیڈ تو کہہ رہے تھے۔مجھے ابھی کچھ اور دن وہاں رہنا چاہیے تھا۔تاکہ میں اس طرح کے بزنس ٹرپ پر جا جا کر ایک اچھی خاصی بزنس ومین بن جاؤں۔پر تم تو جانتے ہو نا مجھے پاکستان کی سب سے اچھی ڈیزائنر بننا ہے۔" ابھی وہ اور بھی کچھ کہنے والی تھی کہ آریان کی بات پر رکی۔

وہ جو کب سے اس کے رکنے کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اسے دیر ہو رہی تھی۔اس کے خاموش نا ہونے پر خود ہی بول پڑا۔

"اچھا عنایہ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں ابھی کیا ہے نا میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔اور مجھے آج ایک کلائنٹ کے یہاں پارٹی میں بھی شرکت کرنی ہے۔تو میں ابھی چلتا ہوں ہم پھر بات کرتے ہیں۔" وہ کھڑا ہوتا ہوا اسے دیکھ کر بولا۔اس کی بات پر وہ جو نان سٹاپ بول رہی تھی یکدم خاموش ہو گئی۔اور وہ اسے دیکھتے ہوئے سوٹ کیس تھامے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے وہ اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

یہ منظر ایک فلیٹ کے اندر کا تھا جہاں اس وقت خاموشی کا راج تھا۔اس فلیٹ میں تقریباً تین کمرے بنے ہوئے تھے اور ایک چھوٹا سا ٹی وی لاؤنج بھی موجود تھا سیدھے ہاتھ پر کمرے کے ساتھ ایک اوپن کچن بنا ہوا تھا۔کچن کے ساتھ والے کمرے پر نظر ڈالی جائے تو وہ ایک بیڈ روم تھا۔کمرے کے بیچوں بیچ ایک بڑا سا بیڈ رکھا ہوا تھا اور اسی کے ساتھ ایک بک شیلف بھی تھی۔

اس کے دائیں جانب ایک الماری تھی جس کے بالکل سامنے چھوٹے چھوٹے صوفہ سیٹ لگے ہوئے تھے۔بیڈ کے بائیں جانب ایک لکڑی کی کرسی تھی جس پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔اس کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ بہت اذیت میں تھا۔اس نے اپنے سیدھے ہاتھ میں موبائل فون پکڑا ہوا تھا اس کی نگاہیں مستقل طور پر اس موبائل پر جمی ہوئی تھی۔

اس فون کی اسکرین پر نگاہ ڈالی جائے تو وہاں ایک لڑکی کی تصویر موجود تھی۔ابھی وہ اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ فلیٹ کی ڈور بیل بجی اور وہ موبائل کو جیب میں ڈال کر باہر کی جانب بڑھا۔اور دروازہ کھول کر دیکھا جہاں ایک پولیس والا ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی فائل پکڑے ہوئے تھا۔اور اس آدمی کو دیکھ کر فائل اس آدمی کی جانب بڑھا کر کہنے لگا۔

www.novelsclubb.com

''اگر آپ اپنی بیٹی کے قاتلوں کو ڈھونڈ کر پھانسی کے پھندے تک پہچانا چاہتے ہیں تو اس فائل پر سائن کر دیں تاکہ ہم انویسٹیگیشن شروع کر دیں۔اور آگے کی کارروائی شروع کی جا سکے۔''وہ پولیس والا اس آدمی کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''مجھے کوئی کارروائی نہیں کروانی آپ جا سکتے ہیں۔''وہ آدمی خود پر ضبط کرتے ہوئے خود کو سنبھالتے ہوئے بولا۔جبکہ اس کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اسے اپنی بیٹی کے قاتلوں کو سزا دلوانی ہے۔اور وہ ایسا کرنا بھی چاہتا تھا پر اس وقت وہ مجبور تھا اتنا مجبور کے اپنی بیٹی کے قاتلوں کو کھلے عام چھوڑ دینے پر راضی تھا۔

''آپ واقعی ایسا چاہتے ہیں؟؟''اس پولیس والے نے تصدیق کرنا چاہی کے کہیں اسے سننے میں تو غلط نہیں آیا۔

"جی ہاں۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ پولیس والا ہامی بھرتے ہوئے واپس چلا گیا۔اور وہ آدمی دروازہ بند کر کے ایک دفعہ پھر اس کمرے میں آ کر اسی کرسی پر بیٹھ گیا جہاں کچھ دیر پہلے بیٹھا ہوا تھا اور پھر سے موبائل نکال کر اپنی بیٹی کی تصویر کو دیکھنے لگا۔اور اب کے بار اس نے چہرے پر اذیت کے ساتھ ساتھ نادامی بھی تھی۔اس تصویر کو دیکھتے ہوئے وہ خود سے بڑبڑایا۔

"مجھے معاف کر دینا بیٹا میں تمھارے قاتلوں کو سزا نہیں دلوا سکتا۔میں بہت مجبور ہوں، تمھارا باپ ایک بے بس انسان ہے۔" یہ کہتے ہوئے کئی سارے آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے مگر وہاں پرواکسے تھی وہ تو جیسے کہتے کہتے اپنا ضبط کھوتا جا رہا تھا اور فون کو اپنے سینے سے لگائے سر کو کرسی کی پشت سے مکمل طور پر لگا کے آنکھیں موند گیا تھا۔وہ آدمی مکمل طور پر ٹوٹ گیا تھا۔جب انسان بے بس ہو جاتا ہے تو وہ اسی طرح سے ٹوٹ جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

یہ منظر مری شہر کا تھا جہاں اونچے اونچے پہاڑ آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے۔ مری شہر میں اس وقت ہلکی ہلکی برفباری ہو رہی تھی۔ روئی کے گولے آسمان سے گرتے ہوئے زمین کو چھو رہے تھے۔ مال روڈ پر اس وقت لوگوں کا خاصہ ہجوم دیکھنے کو نظر آ رہا تھا۔ لوگ لمبے لمبے کورٹ اور جیکٹیں پہنے ادھر سے ادھر برف باری کو انجوائے کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

اس خوبصورت منظر سے ہٹ کر مال روڈ پر ہی بنے ایک چائے کے ہوٹل ہر نظر ڈالی جائے تو وہاں کئی ساری تعداد میں لوگ اس سردی میں بیٹھے چائے سے لطف

اندوز ہوتے دیکھائی دے رہے تھے۔اسی ہوٹل میں سے ایک کونے والی ٹیبل پر ایک آدمی بلیک جیکٹ پہنے ہوئے سر پر بلیک کیپ پہنے اور چہرے پر نقاب چڑھائے ہوئے بیٹھا تھا۔اس کے ساتھ دوسری کرسی پر کوئی نہیں بیٹھا تھا اور وہ بار بار مال روڈ کے چلتے پھرتے لوگوں کے ہجوم پر بھی نگاہ ڈال رہا تھا۔اسے شاید کسی کا انتظار تھا تبھی وہ بار بار ہاتھ میں پہنی ہوئی گھڑی کو بھی دیکھ رہا تھا اور چلتے پھرتے لوگوں کے ہجوم کو بھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد اسے ایک بلیک کوٹ پہنے ایک شخص اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھائی دیا۔اس نے ہاتھوں میں دستانے پہنے ہوئے تھے اور سر پر اسی کوٹ کا کیپ اس طرح سے ڈالا ہوا تھا کہ اس کے بالوں کا کوئی بھی حصہ نمایاں نہیں ہو رہا تھا چہرے پر بلیک رنگ کا چمڑے کا ماسک لگایا ہوا تھا۔جس سے اس کا چہرا بالکل بھی نظر نہیں آرہا تھا۔بس آنکھیں تھیں جو اس ماسک سے باہر جھانک رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ شخص اب اس کے قریب پہنچ گیا تھا۔اور اس نقاب پوش کے سامنے والی کرسی پر جا بیٹھا تھا۔اس کو آتا دیکھ نقاب پوش کھڑا ہو گیا تھا۔اس کو بیٹھتے دیکھ وہ بھی اب اپنی نشست سنبھال چکا تھا۔

"کیوں بلایا ہے مجھے یہاں۔میں یہاں شہر سے باہر تم سے ملنے نہیں آیا ہوں۔" ماسک والے شخص نے سختی سے لب بھینچتے ہوئے غصیلی آواز میں کہا۔اس کے لہجے سے لگ رہا تھا جیسے اسے اس نقاب پوش پر حد سے زیادہ غصہ آ رہا تھا۔

"تو اور کیا کرتا باس۔آگے کیا کرنا ہے اب اس کے لیے مجھے آپ سے آگے کا پلین جاننا تھا۔اس لیے آپ کو پریشان کرنا پڑا۔آپ کو پریشانی ہوئی اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔" وہ نقاب پوش دھیمے لہجے میں آگے کو جھک کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ٹھیک ہے بولو۔کیا پوچھنا تھا۔" وہ ماسک والا شخص یقیناً اس نقاب پوش کا باس تھا۔تبھی اس کی بات پر قدرے نارمل ہو کر بولا۔

موسم کی پہلی برفباری جو مری شہر پر برس رہی تھی۔وہ لوگوں کو اپنے آپ میں ہی اس قدر مگن رکھے ہوئے تھی۔کہ وہاں موجود آس پاس انجوائے کرتے ہوئے لوگ اس قدر مگن تھے کہ دور کی ٹیبل پر بیٹھے ایک دوسرے سے گفتگو میں مگن وہ ان دو نقاب پوشوں کو یکسر فراموش کر بیٹھے تھے۔اور ان کی باتوں سے بھی غافل تھے۔

"میں نے اس لڑکی کو مار دیا ہے باس۔اب آگے کیا کرنا ہے۔"اس نقاب پوش نے سامنے بیٹھے اپنے باس کو دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

"شاباش تم نے میرے راستے کا وہ کانٹہ ہٹا دیا۔جس سے باقی کے سارے کانٹے اب خود باخود ہٹ جائیں گے۔"وہ ماسک والا شخص مکروہ انداز میں ہنستے ہوئے بولا۔پھر اس کی جانب ایک نوٹوں سے بھرا پیکٹ بڑھایا۔جس کو اس نقاب پوش نے فوراً سے تھام لیا۔پھر اس شخص کی جانب دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"اب آگے کیا کرنا ہے باس؟"

www.novelsclubb.com

''تمہارا کام بس یہیں تک کا تھا۔اب اس سے آگے جو کرنا ہو گا وہ میں خود کر لوں گا۔''اس ماسک والے شخص نے دھیمے لہجے میں کہا۔اس بات پر اس نقاب پوش نے ہاں میں گردن ہلائی۔اس کے ہامی بھرتے ہی وہ ماسک والا شخص اس کو دیکھ کر پھر سے بولا۔

''اور ہاں اب یہ شہر ہی نہیں بلکہ پاکستان چھوڑ کر کہیں دور چلے جاؤ کچھ وقت کے لیے۔''وہ ماسک والا شخص اسے وارننگ دینے والے انداز میں بولا۔پھر کھڑا ہوتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔پیچھے وہ نقاب پوش اپنے باس کو جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔اسے واقعی اب اس ملک کو چھوڑ کر جانا تھا تاکہ یہ قتل کا راز یہیں ختم ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

※ ※ ※

(جاری ہے